رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۳ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲
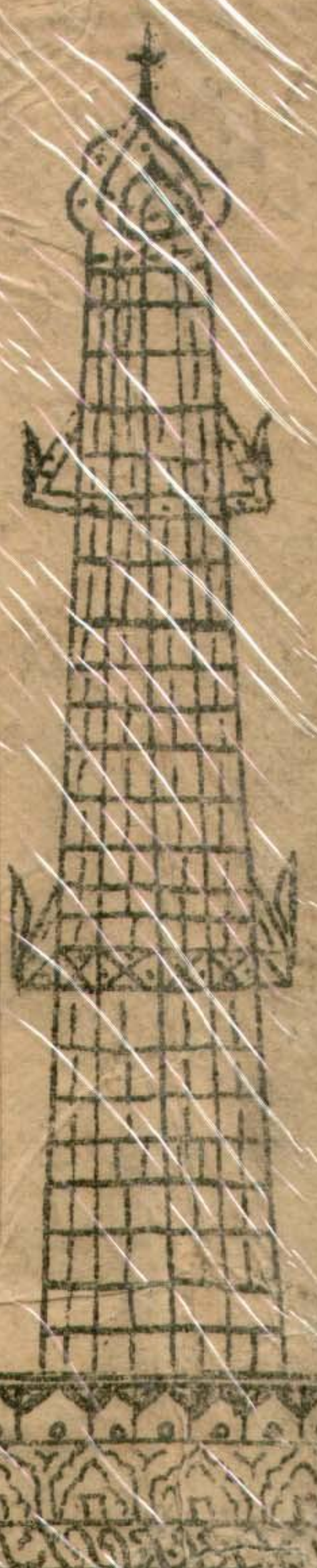
نمبر ۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۲ ذی الحجہ

دارالامان قادیان کا ہفتہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام باوجود بیماری و ضُعف ونقاہت کے اپنے منصبی کام میں برابر مصروف ہیں۔ آجکل آپ حقیقت الوحی کا ایک ضمیمہ استفتاء عربی زبان میں لکھ رہے ہیں ۸ صفحہ تک کاتب لکھ چُکا ہے اور مضمون بھی برابر آرہا ہے باوجودیکہ آپ کو مدام دوران سر وکثرت پیشاب .... کی سخت خطرناک بیماریاں شامل حال رہتی ہیں تو بھی آپ تھوڑا سا افاقہ ہونے پر لکھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے آپ کو بیماری کا دور جلدی آجاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ دماغی محنت سے بیماری کا دور جلدی رجوع کرے گا اور جس کا ہزار بار تجربہ بھی ہو چُکا ہے مگر پھر بھی آپ کو اپنے وجود کا اتنا غم نہیں جتنا کہ آپ کو مخلوق اللہ کا غم ہے آپ مدام یہی چاہتے ہیں کہ دُنیا کے لوگ غفلت سے بیدار ہو جاویں اور کوئی متنفس غفلت میں ہلاک نہ ہو جاوے۔ بخدا ہمنے آپ کے قول و دعوے کو آپ کے حال کے موافق موازنہ کیا اور صحیح پایا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق
نمی گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر او شان است
کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ محو آگاہم
بدیں نازم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم
ازیں در لذتم کز درد مے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بجبر و زور اکراہم
غمِ خلق خدا از زہاں خوردن چہ کار است ایں
گرش صد جاں بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم
بجوشامِ پُرغبار دیدہ حالِ عالمے بینم
خدا بروے فرو آرد دعا ہائے سحرگاہم

بیماری سے کچھ افاقہ ہونے پر آپ یہ مضمون لکھنا شروع کر دیتے ہیں پانچ کو باہر سے آئے ہوئے احباب کی خاطر دوسرے تیسرے روز آپ معہ احباب باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں دو تین میل تک آپ چلا جاتے ہیں اس سے بیماری کا دور جلدی نہیں آتا اور نئے مہمان بھی آپ کے کلمات سے مستفید ہو جاتے ہیں گھر میں بھی آپ مدام کھڑے ہو کر ٹہلتے ہوئے لکھتے ہیں اور قریباً آپ نے اپنی تمام تصنیفات اسی طرح کھڑے ہو کر لکھی ہیں آپ کو یہ بیماریاں سن شباب سے لاحق ہیں جب آپ نے چالیس سال کی عمر میں بحکم ایزدی دعوے تجدید اسلام کا کیا تو آپ کو غم ہوا کہ مجھے خطرناک بیماریاں لاحق ہیں مبادا میں جس کام کے لئے کھیجا گیا ہوں وہ کامل نہ ہو اور میری موت پہلے آجاوے تو آپ نے دعا کی جس پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اطمینان دلایا کہ تجھے اسّی سال کے قریب عمر دی جاویگی یا کچھ زیادہ اور تیرا وقت ضایع نہ ہوگا۔ اور تو اپنے کام کو پورا کرکے دُنیا سے رخصت ہوگا۔ اللّٰھم صل علیہ الوف الصلوٰۃ والسلام۔ مکذبو باللہ تم پر افسوس کہ تم نے ایسے وریگانہ کی تکذیب کی:۔

نماز کسوف

مورخہ ۱۴۔ جنوری کو نو بجے کے بعد سورج گرہن ہوا۔ حضرت حکیم الامتہ نے دو رکعت نماز کسوف پڑھائی۔ چونکہ اس موقعہ پر بہت تضرع وابتہال و دراز نماز کا حکم ہے آپ نے لمبی قرأت پڑھی اور ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے۔ ایک ستارہ بھی دکھائی دیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر ایک خطبہ پڑھا جو انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا:۔

دیگر بزرگان ملت کی صحت کی خیر قوم کیلئے فرحت افزا ہے:۔

میرا کہنا تو صرف کہدینا ہے توفیق کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہے۔ اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو کہ تمہارے اعمال اور افعال میں اخلاص ہو ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لیکر بازار میں جاوے تو وہ فوراً پکڑا جاویگا اور آخر اسے جیل میں جا کر اپنی جعل سازی کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ پس اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے حضور دھوکا نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے مگر وہاں نہیں ہو سکتا۔ جو چاہتا ہے کہ وہ خدا کا اور خدا اسکا ہو جاوے۔ ایسے چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ننگا ہو جاوے۔ یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں اس امر سے منع کرتا ہوں کہ تم تجارت نہ کرو۔ یا زراعت اور نوکری یا دوسرے ذرائع معاش سے روکتا ہوں۔ ہرگز نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ

دل بیار و دست بکار

تمہارا اسوہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی تجارت اور بیع وشراء انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔ ہزاروں لاکھوں کی تجارت میں بھی وہ خدا تعالیٰ سے ایک لحظہ کے لئے جدا نہیں ہوتے۔ اس لئے تمہارا فخر اور دستاویز ایسے اعمال ہونے چاہئیں جو حقیقی ایمان کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ بعض لوگ میں نے دیکھے ہیں جن کی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آجاتے ہیں یا آنے چاہئیں۔ وہ سارا زور اسی امر پر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلا ہے۔ جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں وہ یاد رکھیں اس امر سے نجات وابستہ نہیں ہے کبھی یہ سوال نہیں ہوگا کہ تجھے کتنے خواب آئے تھے؟ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنھوں نے چوری میں سزا پائی اور جب سزا پا کر آئے اور ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ چوری کرنے گئے تھے خواب میں معلوم ہو گیا تھا کہ ایسا ہوگا۔ بڑے بڑے بدکار جو کنجر کہلاتے ہیں انھیں بھی سچی خواب آسکتی ہے یہاں ہمارے ہاں ایک چوہڑی تھی اس کو بھی خواب آجاتے تھے۔

پس تم اس ابتلا میں مت پھنسو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ۔ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک خوبصورتی پیدا کرو۔ انسان کو چاہیئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریف کے موافق میں نے اپنے اعمال کو بنا لیا ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات ہے تو خواہ اسکو ہزاروں خواب آئیں بے سود اور بے فائدہ ہیں۔

قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا پورا ادا کرو۔ ان میں ریا۔ خیانت۔ شرارت باقی نہ ہو وہ خالصۃً للہ ہوں۔ پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اسکے ثمرات خود بخود حاصل ہونگے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہ بری چیزیں ہیں یا برا طریق ہے نہیں نہیں اصل مطلب یہ ہے کہ بد اعمالی بری ہے۔ بیمار کا فرض یہ ہے کہ وہ اول علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلیٰ کی سیر کے دو چار ورق سنا دو۔ اسی طرح کشوف اور رویا روحانی سیر ہیں جب روحانی بیماریوں کا علاج ہو جاویگا۔ اور روحانی صحت درست ہو گی اس وقت سیر بھی مفید ہو گی۔

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور خدا ہی کو دیکھتا اور اس کو ہی سناتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اسکو سناتا ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے باوجودیکہ دو کان ہوتے ہیں مگر وہ حرص ہوا حسد غصہ و کینہ۔ وغیرہ ہر قسم کی طاقتوں کی باتیں سنتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی بات کیونکر سن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں نہ کسی کی سنتے ہیں اور نہ کسی کو سناتے ہیں انھیں ہی خدا بھی اپنی سناتا ہے اور انکی سنتا ہے اور وہی مبارک ہوتا ہے پس اس قوم میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ان کے نقش قدم پر چلو۔ جبتک یہ بات پیدا نہ ہو ایسی آوازوں اور خوابوں پر ناز نہ کرو۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حدیث میں اضغاث احلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے جب مدت مقررہ نو ماہ گذر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے ایک اسکے مقابلہ میں حمل کاذب ہوتا ہے بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجا کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کے علامات ظاہر ہوتے ہیں لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے جبتک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخ کنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنِ تنہا مگر دیکھو کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے؟

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص خزان کے وقت آتا ہے اور بہار ہو جاتی ہے وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہ ہوں اور اس قسم کی شیخیاں مارنے والے ہوں ان کی مثال ایسی ہے جیسے مردار پر بیٹھے ہوں مگر جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے حی و قیوم خدا اسکے ساتھ ہے وہ خود زندہ ہے اسے زندہ کریگا سو وہ اپنے وعدوں کو جو اس سے کئے ہیں سچا کر دکھائیگا۔

میری نصیحت بار بار یہی ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنے نفسوں کا بار بار مطالعہ کرو۔ بدی کا چھوڑ دینا یہ بھی ایک نشان ہے اور خدا ہی سے چاہو کہ وہ تمہیں توفیق دے کیونکہ خلقکم وما تعملون قویٰ بھی اسنے ہی پیدا کئے ہیں۔

پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں بعض لوگ تھک جاتے ہیں میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دعائیں کرتے رہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مخنث سمجھتا ہوں۔ تھکنا نہیں چاہیے۔

گر نہ باشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر تیس چالیس برس بھی گذر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے ہی جاویں اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو ضائع نہیں کرتا جب تضرع سے دعا کرتا ہے اور مصیبت میں مبتلا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ شخص بچایا جاوے اور وہ

بچایا جاتا ہے کیونکہ

ان اللہ یحب التوابین

یاد رکھو جو شخص مرا ہے اور ہلاک ہوا ہے وہ تھکنے سے مرا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا موت ہے ہر شخص جو خدا سے مانگتا ہے ضرور پاتا ہے مگر وہ آپ ہی بدظنی کرتا ہے تب حاصل نہیں ہوتا۔ (اسکے بعد آپ نے دیر تک جماعت کیلئے دعا کی) ایڈیٹر

سُنو سُننے والو ہے سُننے کی بات

عید ضحیٰ آگئی اور بالکل قریب آپہنچی مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال ..... تیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے ہم نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہو جایا کرے تو مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہو سکتی ہے مگر ابھی تک اسپر پوری توجہ نہیں ہوئی۔ اب آپ غور کریں اور بیدار ہو کر پوری مستعدی سے کام کریں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش اپنا فرض سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کر کے اُن کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں۔ اس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہو سکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہے گا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کے انصرام کے لئے ہمت آمین!

چکڑالوی راستبازی کا نمونہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مینے شیخ محمد چٹو صاحب کی تحریر کو باصلاحات شایع کر دیا ہے اور اب مَیں چاہتا ہوں کہ اسپر رائے زنی کروں یہ تو ممکن نہیں کہ شیخ صاحب صاف دلی سے اپنی غلطی کا اقرار کر لیں اسلئے کہ جو انداز بیان انھوں نے اختیار کیا ہے وہ سراسر متانت اور ثقاہت کے خلاف ہے اور اس لئے وہ لوگ جو اُن کے ذریعہ اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتے ہیں میری تحریروں پر نوٹس نہ لینے دیں۔ پس شیخ صاحب کا فرض ہوگا کہ جس طرح پر مَیں نے پوری دیانت کے ساتھ اُن کی ساری تحریر کو شایع کر دیا ہے وہ میرے اس مضمون کو شایع کر کے اپنی ناظرین کو فائدہ اُٹھانے کا موقعہ دیں۔ مَیں پہلے اُن کے بیان پر جرح کروں گا۔ اور پھر صحیح واقعات پیش کروں گا۔ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں۔

قولہ میں ان کی ہمراہ بمعیت حکیم مولوی محمد یوسف صاحب سیاح و احمد دین صاحب جلد ساز ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء کی رات کو وہاں پہنچے اور مرزا صاحب کی امت روزہ خور اور مرزا صاحب کو سُرخ رو پان کھائے ہوئے اندر سے آتے دیکھا لوگوں نے مجھ کو سب سے آگے کر دیا مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔

اقول۔ یہ فقرہ اپنے حسن بیان کے لحاظ سے جس داد کے قابل ہے وہ ناظرین ضرور دیں۔ یہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ شیخ صاحب کی زبان بوجہ ان کے لکھے پڑھنے نہ ہونے کے دوسروں کے مُنہ میں کام کیا کرتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے ایڈیٹر صاحب نے قطع نظر اسکے کہ اس سے شیخ صاحب پر کیا اثر پڑے گا جو جی میں آیا لکھدیا۔

معزز ناظرین! یہ فقرہ ہی شیخ صاحب کے دروغ بے فروغ کی صریح دلیل ہے۔ اس لئے کہ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ شیخ صاحب رات ہی کو قادیان آئے اور رات ہی کو مرزا صاحب قبلہ کی زیارت بھی ہوگئی اور رات ہی کو آپ نے فرمایا چلو سیر کریں اور رات ہی کو شیخ صاحب نے مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور اور آپ کو پان کھاتے دیکھا! جسپر شیخ صاحب کو اعتراض ہے۔

مَیں نیکدل اور انصاف پسند پبلک سے انصاف چاہتا ہوں کہ کیا یہ واقعہ اس حیثیت سے صحیح ہو سکتا ہے؟ رات کو روزہ رکھنا کیا کسی ملت میں درست ہو تو ہو ورنہ اسلام میں تو اس کا کوئی اثر نہیں ہے

یقین دلاتا ہوں اور واقعات اسکے موید ہیں کہ رات ہی، شیخ صاحب کو کوئی ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے کہ بٹالہ میں رات کی گاڑی دس بجے کے قریب پہنچتی ہے اور وہاں سے چلا ہوا مسافر ایک بجے رات کے قریب قادیان پہنچتا ہے اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ شیخ صاحب کے بیان میں کہاں تک **صداقت** ہے؟ اور اگر یہ عذر ہو کہ وہ صحیح طور پر اس کو ادا نہیں کرسکے غلط ہو گیا ہے تو پھر جو شخص باوجود اپنی زبان کو دوسروں کے مُنہ میں دینے کے اور اپنے خیالات اور دماغ کو دوسروں کے حوالہ کرنے کے ایک امر واقعہ کے اظہار میں ایسی فاش غلطی کھاتا ہے اس سے واقعات کے صحیح بیان کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

قولہ۔ مرزا صاحب نے بعد ملاقات کہا چلو سیر کریں۔ مینے عذر کیا کہ میں **ضعیف عمر اور روزہ دار** ہوں آپ نے فوراً ایک حدیث پڑھی اور کہا کہ آپ کو روزہ رکھنے کا کس نے حکم دیا۔ مینے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں آپ نے ہنس کر کہا میں بھی روزہ سے نہیں ہوں بلکہ جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ بھی روزہ دار نہیں ہیں۔

اقول۔ اس جگہ تو شیخ صاحب نے اول سے لیکر آخیر تک صریح جھوٹ بولا اور اس کے ساتھ ہی اپنی **قرآن دانی** اور اس کو ہی اپنا دستور العمل بنانے کے اصول کی حقیقت بھی کھول دی۔ ان فقروں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ قادیان میں **کوئی بھی روزہ دار نہ تھا** کیونکہ پہلے فقرہ میں وہ **مرزا صاحب کی امت کو روزہ خور** کہہ چکے ہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کے کُل مریدین جو اس وقت قادیان موجود تھے روزہ سے نہ تھے۔ اور اس فقرہ میں نہ صرف جھوٹ بولا بلکہ خود حضرت **اقدس**ؑ پر بیجا اتہام بھی لگایا کہ گویا آپ نے فرمایا کہ "جتنے یہاں آئے ہیں علاوہ مقیمین کے وہ **بھی** روزہ دار نہیں ہیں" اس فقرہ کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ گویا کوئی بھی روزہ دار نہیں۔ ان معنوں کی تائید اس فقرہ کا لفظ **علاوہ** اور **بھی** کر رہا ہے۔ اور یہ ایسا جھوٹ ہے جس پر مجھے شیخ صاحب کے مذاق پر لعنة الله علے الکاذبین کہنا پڑتا ہے۔

شیخ صاحب اپنی نسبت سیر میں نہ جانیکی وجہ خود ظاہر کرتے ہیں کہ

میں ضعیف عمر اور روزہ دار ہوں

ناظرین اس مقام پر خصوصیت سے غور کریں یہ جاہل مجتہد جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سنت صحیحہ کو ترک کرتا ہے خود اپنے قول سے ملزم ٹھیرتا ہے۔ جو شخص معمولی سیر اور رحیل قدمی میں چلنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اپنی ضعیفی کا مقر ہے کیا وہ بتا سکتا ہے کہ **قرآن مجید** میں ایسے **پیر فرتوت** کے لئے روزہ رکھنے کا کہاں حکم ہے؟ چونکہ شیخ صاحب اور اُن کے پیر و مرشد چکڑالوی کے نزدیک سنت **صحیحہ** اور **احادیث** معاذ اللہ لغو چیزیں ہیں اور اسلام کے ساتھ ان کا گویا تعلق نہیں اور صرف قرآن مجید ہی سے ہر بات کو تکلف اور خود رائی سے نکالنا وہ اپنی خوبی سمجھتے ہیں اس لئے اس سوال کا جواب دینا ان کا فرض ہونا چاہیے۔ اور جبکہ خود شیخ صاحب **ضعیف** ہیں اور پھر وہ **مسافر** بھی تھے تو ساتھ ہی قرآن مجید کی آیت سے یہ ثابت کرنا بھی اُن کا فرض ہوگا کہ فلاں مسافر روزہ رکھ لیا کرے اور فلاں نہ رکھا کرے کیا خدا تعالیٰ العلیم و حکیم ہو کر جانتا نہ تھا کہ ایک زمانہ میں ریل جاری ہوگی پھر اس آیت

فمن کان منکم مریضا او علے سفر فعدة من ایام اخر

میں کیوں **مرض** اور **سفر** کی تصریح نہ فرمائی؟ اور اب اس پر شیخ صاحب کو اپنی رائے سے حاشیہ چڑھانے کا حق کہاں سے پیدا ہوا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل (سنت) اور آپ کے ارشاد عالی احادیث صحیح کو تو آپ مانتے نہیں پھر خدا کے لئے انصاف کر کے کہو کہ اپنی رائے اور مرضی سے تفسیر کرنے کی کیوں سعی کی؟ یہاں تو صرف مرض اور سفر کی قید بیان کی ہے کوئی استثنے یہاں موجود نہیں پھر انھوں نے باوجود اپنے ضعف کے اقرار کے اور ایسے ضعف کہ چند قدم چلنا بھی دو بھر اور دشوار ہو گیا روزہ رکھنے کی مشقت کیوں گوارا کی۔

یہ تو خوب قرآن فہمی اور عمل بالقرآن ہے کہ وہ کچھ حکم دیتا ہے اور شیخ صاحب خود کچھ کرتے ہیں اور اس ورطہ پر دوسروں پر اعتراض!

پھر شیخ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے فوراً ایک **حدیث** پڑھی۔ جسکے جواب میں شیخ صاحب نے کہا کہ چونکہ حالت اضطرار کسی قسم کی نہیں اس لئے گویا روزہ رکھ لیا ہے۔ اس واقعہ کے محض جھوٹ ہونے کی دلیل خود شیخ صاحب کا یہی فقرہ ہے اس لئے کہ حدیث سے یہ لوگ ایسے بھاگتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان۔ پھر اس مقام پر یہ جواب تو نہیں ہو سکتا تھا کہ حالت اضطرار کوئی نہیں بلکہ **صاف** کہا جاتا کہ ہم **حدیث کو نہیں مانتے قرآن پیش کرو۔**

چونکہ شیخ صاحب خود مقر ہیں کہ انھوں نے ایسا نہیں کہا اس لئے نتیجہ صاف ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہی نہیں اور میں نے چونکہ کُل کارروائی کو قلمبند کیا ہے اور شیخ صاحب نے نہیں کیا اور ان کے حافظہ اور انداز بیان کی غلطی پہلے بھی ظاہر کرچکا ہوں اس لئے میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ صاف طور پر کہدوں کہ یہ سراسر خود تراشیدہ واقعہ ہے۔ نہ حضرت نے کوئی حدیث پیش کی اور نہ یہ جواب دیا۔ یہ سچ ہے کہ کھانے کا کے متعلق حضرت اقدسؑ نے ضمناً ذکر فرمایا۔ اور اس وقت قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت ہی سے استناد فرمایا یہ بھی سچ ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کی تائید احادیث صحیحہ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہوتی ہے اور اکابران امت نے اسپر متواتر عمل فرمایا ہے۔ لیکن اس موقعہ ملاقات کی کیفیت جو چکڑالوی کے خلیفہ اول نے لکھی ہے وہ خود تراشیدہ ہے۔

اس کے بعد شیخ صاحب نے اپنی راستبازی اور دیانتداری اور ثقاہت اور متانت کا کمال دکھایا ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں۔

قولہ۔ یہ کہکر سیر کو روانہ ہو گئے اب جو **دیکھا** تو مرزا صاحب **ڈاک کے انجن** سے بھی شاید تیز رفتار تھے کہ انکی امت پیچھے پیچھے بھاگتی ہوئی جارہی تھی بلکہ اکثر ہمراہی تک نہ کرسکے جو اُن کی بیماری کا پورا پورا ثبوت تھا۔

اقول۔ ناظرین اوپر پڑھ آئے ہیں کہ شیخ صاحب نے اپنے **ضعیف العمر** ہونے کی وجہ سے سیر کو جانے سے انکار کیا ہے۔ اور فی الحقیقت وہ ساتھ نہیں گئے۔ اب سیر کے واقعہ کو بیان کرنا باوجودیکہ اسے دیکھا نہیں آپ خود

سمجھ لیں کہ یہ چکڑالوی راستبازی کا کمال ہے یا نہیں؟ اور وہ پیر فرتوت جو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہو۔ اس کے لئے کہاں تک مناسب ہے کہ وہ ایسی جرأت کرے کہ ایک واقعہ کو بیان کرے جسکو دیکھا ہی نہیں اور بیان بھی بطور گواہ رویت کرے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں "اب جو دیکھا"

کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ کیوں صاحب قرآن مجید میں آیا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین پھر آپ یہ دیدہ دانستہ جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔

شیخ صاحب خدا کے لئے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر بتائیے کہ کیا آپ نے حضرت اقدس کو ڈاک کے انجن سے تیز رفتار جاتے دیکھا؟ ڈاک کے انجن کی رفتار ۶۰ میل فی گھنٹہ ہے اور یہ آپ کے بیان کے موافق ضرور ۷۰ میل فی گھنٹہ ہونی چاہیئے۔ اب بتائیے کہ حضرت اقدس قادیان سے کتنی دور سیر کر کے آئے اور کس قدر عرصہ میں کر کے آئے؟ اگر یہ بیان بطور مبالغہ کے ہے تو آپ اب خود اپنے لئے کوئی نام تجویز کریں کہ ایسا مبالغہ جو کہ صریح جھوٹ ہو اور آپ جیسے بڈھے کی شان ثقاہت سے بعید۔

میں اس امر کو بطور فخر اور نشان کے ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دم قدم میں خاص برکت اور رحمت رکھی ہے دست و پا بریدہ یا شکستہ ہونا چکڑالوی اور اس کے خلیفہ اول شیخ محمد چٹو کو مبارک ہو۔ خدا کے مامور و مرسل کو بطور فضل و رحمت کا نشان دیا گیا ہے۔

ترک الرحمہ علی ثلث - الذین وعلی الاخرین

ہمارے امام کا تیز رفتار ہونا آپ کے قویٰ کی سلامتی اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کا بیّن ثبوت ہے مگر

حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم بیدار نیست

یہ تو اعتراض کا مقام نہ تھا۔ اس نشان کے اظہار کے بعد میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس کی سیر کی غرض کیا ہے؟ یہ سیر کسی فارغ البال اور بے فکر انسان کی سیر نہیں بلکہ ہر وقت اُمت احمدیہ کی حالت پر متفکر رہنے والے انسان کا ایک حیلۂ ہدایت ہے سیر کے لئے آپ کیوں نکلتے ہیں؟ اسکے دو بڑے اغراض ہیں ایک تو یہ کہ آپ کو دوران سر اور دل کی بیماری کی شکایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق ضروری تھی اس کے لئے چلنا پھرنا مفید۔ اس غرض سے آپ نکلتے ہیں یہانتک کہ ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ آپ گھر میں جب کوئی تصنیف کرتے ہیں تو وہ بھی پھر کر اور ٹہل کر لکھتے ہیں ٹہل کر پڑھ تو ہر کوئی سکتا ہے مگر لکھنے کا عادی خدا کا جری ہے اور دوسری غرض سیر کی یہ ہے کہ جو احباب باہر سے آئے ہوں اُن کو ملاقات کا موقع کامل مل جاوے اور آپ کو تبلیغ اور ہدایت خلق کے لئے ایک وقت میسر آوے۔ چنانچہ آپ کی سیر کے حالات علی العموم شایع ہو جاتے ہیں اور ناظرین خوب جانتے ہیں کہ اس وقت کیا تذکرے ہوتے ہیں۔ پس آپ کی یہ سیر نہایت مفید اور مبارک ہوتی ہے۔

شیخ صاحب کے اس اعتراض کا جواب ختم کرتے ہوئے میں ایک آیت سنانی ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا

اس آیت پر اگر شیخ صاحب عمل کر لیتے تو انھیں ایسا فضول اور سراسر جھوٹ مبالغہ نہ کرنا پڑتا جو ان کے لئے اس طرح پر شرمندگی اور رسوائی کا موجب ہوتا۔ اس آیت میں علم کے تین مرکز۔ سمع۔ بصر اور فواد کو قابل سوال قرار دیکر بتایا ہے کہ کس قدر احتیاط مومن کو کرنی چاہیئے مگر شیخ صاحب شاید اپنے آپ کو

لکی لا یعلم بعد علم شیئا

کے ماتحت معذور سمجھتے ہوں اور اگر یہ بات ہے تو پھر ان واقعات پر قلم اٹھانے کی کیوں جرأت کی؟ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ان کے شیلح کا مناظرہ اور مباہلہ درج کر دیا جاویگا جس سے پوری حقیقت الم نشرح ہو جائے گی۔

ایڈیٹر

ضروری اطلاع

بارہا اس امر کا اعلان کیا جا چکا ہے کہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا یا دستی لکھا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کر دیا کریں۔ لیکن اس طرف تا حال پوری توجہ نہیں کی۔ جس سے بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔ چنانچہ آج ایک خط لاہور سے پہنچا ہے۔ اسپر کوئی نمبر خریداری نہیں ہے۔ ہر چند تلاش کیا گیا ہے لیکن کوئی پتہ اس کا نہیں چلتا۔ پس آئندہ احتیاط کی جاوے۔ کہ خط و کتابت کرتے وقت خریدار ضرور نمبر خریداری لکھ دیا کریں۔

منیجر الحکم

ضروری اطلاع

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول کی قیمت عہ ہونے کے باعث کم حیثیت والے لوگوں نے اس سے بہت ہی کم فایدہ اٹھایا ہے۔ اس لئے اب ہر مضمون کا الگ الگ ٹریکٹ بنا دیا گیا ہے۔ جو ہر ایک ۲ر-۳ر-۴ر-۵ر-۶ر- پر مندرجہ ذیل پتہ سے ملسکتا ہے۔ ڈسکا نیوگ وید منتروں پر لال بجھکڑی اور تردید خرافات مادہ وغیرہ قابل دید ہیں ٭

المشتہر

عبد العزیز المعروف جگمہ مہا پرشاد معرفت اخبار ست اپدیش لاہور

ایک تعزیت کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - انا للہ وانا الیہ راجعون - للہ ما اخذ ولہ ما اعطے وکل شئ عندہ الی اجل مسمی - کیا معنے ہم بھی سارے اللہ تعالیٰ کا ہی مال ہیں جیسے وہ بچہ جو مرگیا اللہ تعالیٰ کا مال تھا اور ہم بھی سارے اُسی کی طرف جانیوالے ہیں جیسے وہ بچہ جو مرگیا اللہ تعالیٰ کی طرف چلا گیا - جو چیز اللہ تعالیٰ نے لے وہ بھی اُسی کا مال ہے اور جو چیز وہ دیدے وہ بھی اُسی کا مال ہے - اُس کے پاس ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے وقت مقررہ سے کچھ بھی پیشی نہیں ہو سکتی - چونکہ آپ مالگذار اور مالگذار ہوتے ہیں اس لئے میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں آپ غور فرماویں* بعض کھیت ہیم پخت - جیسے چھوٹے باجرہ کی چھلیاں یا گندم خام اچار مربہ کے لئے - اور بعض کو پکنے تک چھوڑ دیتے ہیں کیا یہ سارا کام عبث ہوتا ہے - ہرگز نہیں - بلکہ ہر ایک واقعہ کے سبب آپ کے دل میں کوئی وجہ اور حکمت ضرور ہوتی ہے - اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ حکیم ہے - جو مومن اللہ تعالیٰ کے ہر ایک فعل کو حکمت پر مبنی سمجھکر صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو اپنے انعامات کا بڑے بڑے انعامات دینے کا وعدہ فرماتا ہے جیسے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون - اولئک علیہم صلوٰت من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون - ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ - ہم تمکو البتہ ضرور تھوڑا انعام دینا چاہتے ہیں (جب تمہارا صبر ظاہر ہو جاوے) کچھ تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ - اور ایسے صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے انا للہ وانا الیہ راجعون ان کے دل اور زبان سے نکلتا ہے کہ انپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترقی درجات ورحمت نازل ہوتی ہے اور آیندہ ایمانی ترقی اور کامیابیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے بطور نمونہ دیکھو کہ صفا اور مروہ بھی اللہ تعالیٰ کے ان انعامات میں سے ہیں جن کا وہ صابرین کو وعدہ دیتا ہے ایک نشان ہے جو حضرت ہاجرہ کے صبر کا نتیجہ ہے - پھر فرمایا ان اللہ مع الصابرین یعنے اللہ تعالیٰ مومن صابر کے ساتھ ہوتا ہے - اگر ایک تحصیلدار کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو وہ اپنے آپ کو تمام تحصیل کے لوگوں سے زیادہ کامیاب سمجھتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ کسی کو کہدے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو اُس کی کامیابیوں کا بھی کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟ غرض صبر کے متعلق آیات اس قدر ہیں کہ اس خط میں ان کی گنجایش نہیں - نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی مومن کا پیارا دنیا سے لے لوں اور وہ صبر کرے بہ نیت ثواب تو اس کا بدلہ سوائے جنت کے اور کوئی نہیں اور فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کو کوئی خوبی پہنچانا چاہتا ہے اس کو کوئی مصیبت دیدیتا ہے اس کی مثال دنیوی طور پر یہ ہے کہ بعض امراض سوائے چیرنے پھاڑنے عضو کاٹنے داغ دینے یا کم سے کم کڑوی دوائی دینے کے اچھے نہیں ہو سکتے تو دانا ڈاکٹر اس مرض کی وہی تدبیر کرتا ہے - اسی طرح انسان کے بعض روحانی امراض کا علاج بھی اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو بڑا حکیم ہے - بعض وقت مصیبت کسی گناہ کے سزا سے آجاتی ہے - جیسے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر ۲۵/۵ یعنے جو کچھ تم کو مصیبت آتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا ہی نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک گناہ کی سزا نہیں دیا کرتا ہے - اور مومن صابر کے گناہ مصیبت آنے سے ایسے گرجاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں سے پتے - پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے سونا گلانیکے بعد بھٹی سے نکلے - بعض وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ بچہ بڑا بدکار ہونے والا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اس بچہ پر رحم فرماکر اس کے ارتکاب معاصی سے پہلے ہی اسکو اس جہان سے رخصت کر دیتا ہے کہ وہ ارحم الراحمین ہے تاکہ وہ دائمی عذاب سے بچ جاوے بعض دفعہ علم الٰہی میں ہوتا ہے کہ اس بچہ کے سبب اس کے والدین کے ایمان کو نقصان پہنچیگا تو اللہ تعالیٰ ایسے بچہ کو قبل ارتکاب جرائم وطغیان وفات دیدیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت رحم اُس کے والدین پر بھی ہوتا ہے جیسا خضر نے موسیٰ کے اعتراض پر ان کے ساتھی نے جواب دیا کہ میں نے بچہ کو اس لئے قتل کیا کہ اس کے والدین مومن تھے سو ہم ڈرے کہ کہیں یہ اپنے والدین کو بھی سرکش اور کافر نہ بناوے اس لئے انکے پروردگار نے ارادہ کیا کہ ان کو اس کے عوض کوئی اچھا بیٹا دیدے - اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مصیبت کے وقت دعا کرے اللّٰہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا یا اللہ مجھے اس مصیبت کی تکلیف اور اس پر میرے صبر کا مجھے ثواب دے اور اس نقصان شدہ چیز کے عوض اس سے عمدہ بدلہ دے چنانچہ حضرت ابوطلحہ رض کا بیٹا جب فوت ہوا تو وہ خود گھر میں نہ تھے جب آئے تو اب لڑکے کی ماں نے ان کے حال پرسی پر کہا کہ لڑکے کے سانس آرام میں ہیں - اور عمدہ کھانا کھلایا اور عمدہ بناؤ سنگار کیا جسپر انہوں نے اپنی بی بی سے جماع بھی کرلیا بعد فراغت بی بی نے خاوند کو کہا اگر کوئی اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھے بعد الطلب وہ چیز دینی چاہئے یا منع کرنا چاہئے تو انہوں نے کہا دینی چاہئے اسپر بی بی نے کہا اپنے بیٹے کی موت پر صبر کر ابوطلحہ کو غصہ آیا کہ تو نے مجھے جنابت میں آلودہ کرکے خبر دی ہے اس جماع سے اُن کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا اور اس کے دس بیٹے ہوئے جو بڑے عالم متقی صالح تھے منجملہ ان کے ایک وہ ہیں جو حضرت امام مالک رح کے شیخ تھے - غرض مصائب کے آنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں - مصائب میں انسان اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ رجوع کرے اور دعا اور بھی استغفار بکثرت کرے

* کہ بعض دفعہ آپ کھیت گندم جوار کی وغیرہ خام یعنے بطور خوید کاٹ لیا کرتے ہیں اور

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ استغفار صرف زبان سے استغفر اللہ کہنے کا نام نہیں بلکہ جیسے بچہ مجرم اپنے والد یا اوستاد کے آگے نہایت خائف اور اپنے کئے سے نادم ہو کر توبہ کرتا ہے اسی طرح اپنے گناہوں کو یاد کرکر اس سے آئیندہ کے لئے دست برداری کا پختہ ارادہ کر لے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے کوشش کرے۔ ہاں فرمانبرداری تو تب ہی ہو سکتی ہے کہ اول فرمان معلوم ہو لہذا اللہ تعالیٰ کے فرمان جو قرآن مجید میں ہیں اور ان کے تفاصیل احادیث میں ہیں پڑھنی چاہئیں تاکہ پُر علم ہو اور آدمی بیفرمانی سے بچ سکے۔ ورنہ جیسے میں آپ لوگوں کو برابر چھ ماہ تک ترغیب دیتا رہا مگر آپ لوگوں نے فایدہ نہیں اُٹھایا۔ پھر بیفرمان بچہ کو اگر باپ یا معلم کبھی تنبیہ و تادیب کے لئے مارے تو ان پر بھی کوئی ملامت ہے ہرگز نہیں بلکہ ہر ایک دانشمند اس بچہ کو ہی ملامت کریگا اسی لئے حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی غلطی کے سبب کوئی تکلیف پہنچے تو لا یلومن الا نفسہ یعنے اپنے آپ کو ہی ملامت کرے کہ اس کا اپنا ہی ذمہ ہے۔ بہر حال بڑا خطرناک زمانہ آگے آنے والا ہے جس کی نسبت حضرت امام علیہ السلام بار بار پیشگوئیاں کر چکے ہیں اب وقت ہے سنبھل جاؤ ورنہ اُس وقت پچھتانا کام نہ آویگا۔ (فضل دین حکیم از قادیان ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء)

ضروری ہدایتیں

خط و کتابت کے لئے یا روپیہ بھیجتے وقت ان چند ہدایتوں کو سب احباب مد نظر رکھیں۔

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی چاہئیے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے۔

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید دفتر محاسب سے دی جاویگی اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے اسے خط و کتابت کرکے دریافت کرنا چاہئیے۔

(۳) لنگر خانہ کا روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہئیے۔ لیکن جہاں اور مدات کا چندہ ساتھ ہو۔ تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں۔ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دینگے۔

(۴) میگزین کے متعلق کل خط و کتابت مینجر یا نائب ناظم میگزین سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط و کتابت نہ کریں مگر مضامین میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط و کتابت کریں۔

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس سے کریں۔

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کل خط و کتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی سے کریں اور اب ہی وصیتیں وغیرہ بھی اسی کے نام بھیجیں۔

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط و کتابت کرتے ہیں۔ ان کی اپنی سہولت جواب کے جلد ہی ملنے میں اور کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط کنندہ کے نام پر کبھی خط و کتابت نہ کریں بلکہ صرف عہدہ پر کریں جیسا کہ اوپر ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر کا خط دوسرے دفتر میں چلے جانے سے جواب میں عموماً بہت توقف ہو جاتا ہے اور خط کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

المعلن۔ محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

سوا لاکھ روپیہ جمع کرو

ہماری قوم کے ہر فرد کی جہاں یہ غرض اور مقصد ہے کہ وہ اپنے نفس کی تکمیل اصلاح کے لئے ہر وقت ساعی رہے وہاں اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اصلاحِ قوم کے پہلو کو ہر وقت مد نظر رکھے۔ اصلاحِ نفس اور اصلاحِ قوم کا مفہوم دراصل لازم و ملزوم ہیں اور ایک میں دوسرا داخل ہے۔ اپنی ذاتی اصلاح بھی دراصل قوم کی اصلاح ہے اس لئے کہ ہر شخص قوم کا ایک فرد ہے اور قومی اصلاح بھی ذاتی اصلاح ہے کیونکہ قوم میں وہ داخل ہے۔ میں اس وقت اس مضمون پر کچھ لکھنے کا ارادہ نہیں کرتا کہ اصلاحِ نفس اور اصلاحِ قوم سے کیا مراد ہے؟ بلکہ میری غرض اس وقت یہ ہے کہ میں قوم کو اس امر اہم کی طرف توجہ دلاؤں جو اسکے اصلاحِ قوم کے میدان میں اس سال [illegible] ہے اور وہ سال رواں کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اجرا شدہ شاخوں کے

اخراجات

کا سوال ہے۔ جو لوگ سالانہ جلسہ پر آئے ہوئے تھے انھوں نے صدر انجمن احمدیہ کے گرامی قدر سکرٹری حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رپورٹ سے معلوم کیا ہوگا کہ ۱۹۰۷ء کے لئے ۸۶ ہزار سے زاید رقم لنگر خانہ کے علاوہ دوسری شاخوں کے اخراجات کیلئے درکار ہوگی۔ لنگر خانہ کے متعلق کوئی بجٹ اس لئے پیش نہیں کیا گیا کہ اُس کا تعلق براہ راست اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ ہے اور باقی مدات اور شاخوں کا انصرام صدر انجمن احمدیہ کے متعلق ہے لیکن اسکے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ لنگر خانہ کی ضروریات کا علم قوم کو نہیں ہونا چاہئیے۔ بلکہ میری اپنی رائے میں سب سے زیادہ فکر اسی شاخ کا ہونا چاہئیے کیونکہ لنگر خانہ کے متعلق حضرت اقدس کے افکار آپ کے اوقات گرامی میں زیادہ بار ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات آپ کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ لنگر خانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور کسی صورت میں لنگر خانہ کا خرچ تین ہزار روپیہ ماہوار سے کم نہیں ہے اس لئے یہ رقم براہ راست ماہوار حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پہنچنی چاہئیے۔ اس کے لئے مناسب انتظام یہی ہے کہ ضلع وار انجمنیں قائم ہو کر اپنے ضلع سے چندہ وصول کر کے پہنچائیں۔

جب تک تین ہزار روپیہ ماہوار کے لئے کافی انتظام قوم نہیں کر لیتی اُس وقت تک اسے سمجھنا چاہئیے کہ وہ ایک بڑے فرض کے ادا کرنے سے ابھی قاصر ہے۔

اس ۳۶ ہزار کی رقم کے علاوہ وہ ۸۶ ہزار سے زاید کی رقم ہے جو مدرسہ میگزین۔ بہشتی مقبرہ وغیرہ کی شاخوں میں خرچ ہوگی اور اس میں سے ۳۰ ہزار کی وہ رقم ہے جو اس سال مدرسہ کی عمارت کے ایک حصہ پر خرچ ہونے والی ہے۔ مدرسہ کی ضروریات بھی اس کی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں اور میں اپنی قوم کو اس امر خاص میں مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ برابر ۹ سال سے مدرسہ کو اپنے ذاتی اخراجات سے چلا رہی ہے۔

مدرسہ کی ضرورت اسکے فوائد اور نتائج پر کلام کرنے کی کوئی حاجت نہیں اسکے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے مقاصد کی تکمیل کا ایک ذریعہ آپ قرار دیا ہے اور اسکے وجود کے بقا کے لئے لنگر خانہ کے چندہ میں سے وضع کر کے دینے کی اجازت بھی ان لوگوں کو دی جو علیحدہ اسکا چندہ نہ دے سکتے تھے اسکے بعد میرے پاس کسی اور کے الفاظ اس کی ضروریات پر قوم کو توجہ دلانے کے لئے زیادہ موثر اور کارگر نہیں ہو سکتے۔

ایسا ہی ممالک غیر میں اشاعت اسلام اور کسر صلیب کا کام جو حضرت حجۃ اللہ کی بعثت کی غرض اولیٰ ہے اس کی تکمیل میں ساعی ہونے کی ضرورت پر کسی بحث اور زمانہ کے عرفی الفاظ کی حاجت حقایق پسند قوم کے سامنے نہیں۔ پس یہ ضروریات تو مسلمہ ضروریات ہیں ہاں اتنا کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اکثر حصہ قوم کا ناواقف ہے کہ ممالک غیر میں ان کے میگزین نے کیا کام کیا ہے؟ میں مختصر الفاظ میں یہ کہونگا کہ میگزین کے ذریعہ

عیسویت کے محل کی بنیادیں ہل چکی ہیں

اور خود عیسائی مشنریوں کو اس کا تھامنا اور قائم رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں قوم کی متفق اور مجموعی قوت انسان پرستی کے اس قلعہ کو فتح کر کے خدا شناسی اور خدا پرستی کا راج قایم کرنے کے لئے انشاء اللہ کافی ہوگی۔

یورپ اور امریکہ کے لوگ نیک کاموں میں جس ہمت اور فراخدلی سے اپنا روپیہ صرف کرنے کے عادی ہیں وہ بھی ہمارے سمجھدار اور اخبار بین پبلک خوب جانتے ہیں بس جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یورپ اور امریکہ کے زیرک اور فہیم انسانوں پر اس حق کو کھولدیا جسکی بہت جلد اُمید ہے تو پھر تمہارے چند پیسوں اور آنوں اور روپیوں کی حاجت ہی نہوگی وہ خود ان شاخوں پر لاکھوں نثار کر دینگے۔ مگر باوجودیکہ وہ لاکھوں اور کروڑوں نثار کریں گے لیکن انکے وہ لاکھوں اور کروڑوں تمھارے چند پیسوں اور دو آنوں کے برابر بھی قیمت نہ رکھینگے۔ کیونکہ ان لاکھوں اور کروڑوں کا بیج دراصل تمھارے ہی وہ پیسے ہونگے جو آج تم خرچ کروگے۔

اس لئے

ان ضرورتوں کی تکمیل کیلئے سعی کرو یہ اخراجات ضروری اور اشد ضروری ہاں خدا تعالیٰ اور اسکے موعود کے منشاء کی تکمیل کیلئے ضروری ہیں پھر سوچو کہ یہ رقم اس سال کے لئے کیونکر پوری کیجاوے۔ یعنے ۳۶ ہزار روپیہ تو صرف لنگر خانہ کے سالانہ مصارف کیلئے مطلوب ہے اور ۸۶ ہزار سے زیادہ مدرسہ۔ میگزین اور دوسری مدات کیلئے۔ اس میں اخبارات کی ضروریات کا بجٹ بھی شامل نہیں اسلئے کہ وہ شخصی ملکیت کے نیچے ہیں تاہم انکی اہمیت بجائے خود ظاہر ہے میرے اس مختصر نوٹ کا یہ منشا نہیں ہونا چاہئیے کہ قوم کے معزز اور سمجھدار افراد اسکو پڑھ لیں اور بس نہیں بلکہ وہ لوگ جو قوم میں معزز اور سربرآوردہ ہیں اپنی ضلع تحصیل اور شہر میں اپنی جماعت پر ایک خاص اثر رکھتے ہیں وہ ایسی عملی تجاویز پیش کریں جو پہلی ہی ششماہی کے اندر یہ رقم جمع ہو جاوے اور کام کرنیوالی جماعت اطمینان کیساتھ اپنے کام میں لگجاوے میں خصوصیت سے چند دوستوں کے نام لے دیتا کہ وہ عملی تجاویز پیش کریں لیکن اس خیال سے کہ ہر شخص کچھ کہ سکے میں اسے محدود نہیں کرتا مختلف صورتیں اس رقم کے جمع کرنے کی میرے ذہن میں آتی ہیں جن کو میں خود اگلی اشاعت میں بزرگان ملت سے مشورہ کرنے کے بعد عرض کروں گا۔

میں اپنے معزز معاصرین بدر اور میگزین کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس ضرورت کا احساس قوم میں پیدا کرنے کے لئے قلم اُٹھائیں اس لئے کہ کام کرنے والی جماعت میں خود اُن کا اپنا ہاتھ بھی ہے اور یہ فکر آخر ان کو بھی کرنا ہی پڑے گا۔ اس لئے یہ تحریک متواتر جاری رہے۔ آخر جو ہوگا وہ تو اللہ ہی کے فضل سے ہوگا لیکن سعی اور استقلال اور دعائیں اسکے فضل کو جذب کرتی ہیں۔

ختم کرنے سے پہلے میں اپنی مزعومہ تجاویز میں سے ایک اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی تقریب قریب ہے اور وہ عید فنڈ ہے اگر اس تقریب پر اس فنڈ کو باضابطہ جمع کیا جاوے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ مدرسہ کی عام اغراض کے لئے کافی سے زیادہ رقم جمع ہو سکتی ہے اس لئے سب احباب اس موقع پر بیش از پیش سعی کریں۔ خدا ان کا مددگار ہو (آمین)

پنج ارکان اسلام

جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۶ ڈسمبر ۱۹۰۶ء کو بعد نماز ظہر و عصر جامع مسجد میں کھڑے ہو کر فرمائی ایڈیٹر

جوش تبلیغ

اب صاحبو آرام سے سُن لو - اگرچہ میری طبیعت بیمار ہے اور میں اس لایق نہ تھا کہ کھڑا ہو کر ایک لمبی تقریر کرتا - تاہم میں نے خیال کیا کہ لوگ دور دور سے آئے ہیں تا کہ ہماری باتیں سُنیں ایسی صورت میں کچھ نہ کہنا معصیت میں داخل ہوگا لہذا باوجود حالت بیماری کے میں نے مناسب جانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت دی ہے میں اُس سے سب لوگوں کو اطلاع دوں -

کلمہ طیبہ کی حقیقت

میں کئی بار ظاہر کر چکا ہوں کہ تمہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہئیے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قیل و قال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے جب تک عملی حالت درست نہ ہو کچھ بھی نہیں بنتا * یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ اُن میں نری زبان درازی ہی رہ گئی تھی اور انھوں نے صرف زبان کی باتوں پر ہی کفائیت کر لی تھی - زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوئے تھے یہی وجہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے اور اِن کو مختلف مصیبتوں میں ڈالا اور ذلیل کیا یہانتک کہ انھیں سؤر اور بندر بنا دیا - اب غور کا مقام ہے کیا وہ توراۃ کو نہیں مانتے تھے وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ماننے والے ہوں اور اُن کے دل زبان سے متفق نہ ہوں -

خوب یاد رکھنا چاہئیے اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں - اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قایل ہوں - لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہونگی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی - جب تک انسان کامل ایمان نہ لائے - اور اس کا ایمان لانا یہی ہوگا کہ وہ عملی حالت میں اِن امور کو ظاہر کر دے - اسوقت تک کوئی بات بنتی نہیں - میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو اور در حقیقت دُنیا پر دین کو مقدم کر دے -

یاد رکھو

مخلوق کو انسان دھوکا دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھکر کہ پنج وقت نماز پڑھتا ہے یا اور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکا کھا سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ دھوکہ نہیں کھا سکتا اس لئے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہئیے - یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی پیدا کرتا ہے * اب یاد رکھنا چاہئیے کہ کلمہ* جو ہم ہر روز پڑھتے ہیں اس کے کیا معنے ہیں؟ کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود - محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں - الٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے - چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مد نظر رکھے - اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے سچ یہی ہے کہ نجات نہیں - اسی لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے -

من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ

یعنے جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا - لوگ دھوکا کھاتے ہیں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظ کہدینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بے کار اور نکمے ہو جاتے اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھیرتی - نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مفہوم جو اسی میں رکھا گیا ہے وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا انسان فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جاتا ہے نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ جنت میں ہوتا ہے -

یہ سچی بات ہے اور جلد سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی محبوب اور مقصود نہ رہے تو پھر کوئی دکھ یا تکلیف اسے ستا ہی نہیں سکتی - یہ وہ مقام ہے جو ابدال اور قطبوں کو ملتا ہے -

آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم کب بتوں کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں - یاد رکھو یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے - ہندو لوگ جن کو حقایق کی کوئی خبر نہیں اب بتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں -

---

* فٹ نوٹ - کلمہ کی حقیقت پر حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ فتح مسیح میں ایک لطیف نوٹ لکھا ہے وہ اس مقام کے حسب حال ہے اس لئے تکمیل مضمون کی خاطر میں اُسے یہاں حاشیہ میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے :-

اور آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مقدس نبوی کی تعلیم یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو محض خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بیشک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائیگا - آسمان کے نیچے کسی کی خودکشی سے نجات نہیں ہرگز نہیں اور اس سے زیادہ کون پاگل ہوگا کہ ایسا خیال بھی کرے مگر خدا کو واحد لاشریک سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اُس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لئے اپنا رسول بھیجا جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ جس پر یقین کرنے سے روح کی

معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں کہ انسان پرستی یا بت پرستی تک ہو۔ اور یہی معبود ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہوائے **نفس** اور ہوس بھی معبود ہیں جو شخص **نفس پرستی** کرتا ہے یا اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے لئے مر رہا ہے وہ بھی بُت پرست اور مشرک ہے یہ لا نفی جنس ہی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا ہے خواہ وہ **انفسی** ہوں یا **آفاقی**۔ خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بُت ہیں یا ظاہری بت ہیں مثلاً ایک شخص بالکل اسباب ہی پر توکل کرتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا **بُت** ہے اس قسم کی بت پرستی تپ دق کی طرح ہوتی ہے جو اندر ہی اندر ہلاک کر دیتا ہے موٹی قسم کے بت تو جھٹ پٹ پہچانے جاتے ہیں اور ان سے مخلصی حاصل کرنا بھی سہل ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ لاکھوں ہزاروں انسان ان سے الگ ہو گئے اور ہو رہے ہیں یہ ملک جو ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا کیا سب مسلمان ان میں سے ہی نہیں ہوئے؟ پھر انھوں نے بُت پرستی کو چھوڑا یا نہیں اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں جو اب بت پرستی نہیں کرتے لیکن یہاں تک ہی بت پرستی کا مفہوم نہیں ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بت پرستی چھوڑ دی ہے مگر ابھی تو ہزاروں بت انسان **بغل** میں لئے پھرتا ہے اور وہ لوگ بھی جو **فلسفی** اور **منطقی** کہلاتے ہیں وہ بھی ان کو اندر سے نکال نہیں سکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نکل نہیں سکتے یہ

بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اسی طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزار ہا کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے اور بہت ہونگے جو **فقیہ** اور **صوفی** کہلاتے ہونگے مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے۔ ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور ان کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں **نفاق** پڑتا ہے اور ہزاروں کشت و خون ہو جاتے ہیں ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں۔ ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اسقدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنھوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے اور اگر انھیں کہا جاوے تو جھٹ کہدیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ انھوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان **کلمہ طیبہ** کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

یہ امر خوب سمجھ لو کہ میں جو اس مقام پر کھڑا ہوا ہوں **میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا** **اور کوئی کہانی سنانے کے لئے نہیں کھڑا** **بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوا** **وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے پہنچا دوں**۔ اس امر کی مجھے پروا نہیں کہ کوئی اسے سنتا ہے یا نہیں سنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اس کا جواب تم خود دو گے میں نے **فرض ادا کرنا ہے** میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ **مانتے نہیں**۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک **خارق عادت** تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس میں بغض۔ کینہ۔ حسد۔ ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اُسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت۔ تکبر۔ خود پسندی۔ ریاکاری۔ کینہ و عداوت۔ حسد و بخل نفاق و بد عہدی وغیرہ کے دور ہو جاویں۔

جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت تک لا الٰہ الا اللہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں تو کل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ پکی بات ہے کہ صرف منہ سے کہدینا کہ خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور

تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ توحید لے لیتی ہے آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے جیسا تم دیکھتے ہو کہ نور کے آنے سے ظلمت قائم نہیں رہ سکتی ایسا ہی جب لا الٰہ الا اللہ کا نور دل پر نزول پذیر ہوتا ہے تو نفسانی ظلمت کے جذبات کالعدم ہو جاتے ہیں گناہ کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گنہگار رکھا جاتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ کے معنے جو لغت عرب کے محاورہ استعمال سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ لا مطلوب لی ولا محبوب لی ولا معبود لی ولا مطاع لی الا اللہ یعنی بجز اللہ کے اور کوئی میرا مطلوب نہیں اور محبوب نہیں اور معبود نہیں اور مطاع نہیں۔

اب ظاہر ہے کہ یہ معنے گناہ کی حقیقت اور گناہ کی اصل منشا سے بالکل مخالف پڑے ہیں پس جو شخص ان معنی کو خلوص دل کے ساتھ اپنی جان میں جگہ دیگا تو بالضرورت مفہوم مخالف اس کے دل سے نکل جائیگا کیونکہ ضدین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں پس جب نفسانی جذبات نکل گئے تو یہی وہ حالت ہے جسکو سچی پاکیزگی اور حقیقی راستبازی کہتے ہیں اور خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لانا جو دوسرے جز کلمہ کا مفہوم ہے اس کی ضرورت یہ ہے کہ تا خدا کے کلام پر بھی ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ جو شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں خدا کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ اسکے فرمانوں پر ایمان بھی لاوے اور فرمان پر ایمان لانا بجز اس کے ممکن نہیں کہ اس پر ایمان لاوے جسکے ذریعہ سے دنیا میں فرمان آیا پس یہ حقیقت کلمہ کی ہے اور آپ کے یسوع صاحب نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی مدار نجات ٹھیرایا ہے کہ خدا پر اور اس کے بھیجے ہوئے یسوع پر ایمان لایا جائے مگر چونکہ آپ لوگ اندھے ہیں اس لئے جوش تعصب سے انجیل کی باتیں بھی آپ کو نظر نہیں آتیں۔

[illegible]

غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جبتک یہ مخفی معبود موجود رہیں، ہرگز توقع نہ کرو کہ تم اس مقام کو حاصل کرو گے جو ایک سچے موحد کو ملتا ہے۔ جیسے جب تک چوہے زمین میں ہیں مت خیال کرو کہ طاعون سے محفوظ ہو۔ اسی طرح پر جب تک یہ چوہے اندر ہیں اس وقت تک ایمان خطرہ میں ہے جو کچھ مَیں کہتا ہوں اس کو خوب غور سے سُنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے قدم اُٹھاؤ۔ مَیں نہیں جانتا کہ اس مجمع میں جو لوگ موجود ہیں آئندہ ان میں سے کون ہوگا اور کون نہیں یہی وجہ ہے کہ مَیں نے تکلیف اُٹھا کر اس وقت کچھ کہنا ضروری سمجھا ہے تا مَیں اپنا فرض ادا کر دوں۔

پس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا معبود اور محبوب اور مقصود ہو اور یہ مقام اسی وقت ملیگا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور ان کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔

نماز کی حقیقت

بعد اس کے سنو دوسرا امر نماز ہے جس کی پابندی کے لئے بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ اسی قرآن مجید میں اُن مصلیوں پر لعنت کی ہے جو نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اپنے بھائیوں سے بخل کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے محفوظ کرے۔ انسان درد اور رقت میں بڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب اسے حاصل ہو جس سے وہ اطمینان اور سکینت اسے ملے جو نجات کا نتیجہ ہے مگر یہ بات ابھی کسی چالاکی یا خوبی سے نہیں مل سکتی جب تک خدا نہ بلاوے یہ جا نہیں سکتا جب تک وہ پاک نہ کرے یہ پاک نہیں ہو سکتا۔ بہتیرے لوگ اسپر گواہ ہیں کہ بارہا یہ جوش طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے کہ فلاں گناہ دور ہو جاوے جس میں وہ مبتلا ہیں لیکن ہزار کوشش کریں دور نہیں ہوتا باوجودیکہ نفس لوامہ ملامت کرتا ہے لیکن پھر بھی لغزش ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا ہاں یہ سچ ہے کہ اس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے۔ غرض وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب سے دور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لئے نماز ہے اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اُس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں یہی سِر ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔

پھر نماز کیا ہے؟

یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے کیونکہ سوزش اور فرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بد ارادوں اور بُرے جذبات کو اندر سے دور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کر دے صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش رقت اور سوز و ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سُنتا جبتک موت؛؛ دعا کرنیوالا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لئے دعا کی تھی مگر اُس کا اثر نہ ہوا۔ اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنی کرتے ہیں اور مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فایدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے۔ اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو۔ اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دعا قبول ہوگی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے۔ خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اسپر توجہ نہیں کرتے تھے اسپر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اُڑا کر اس کی جگہ چند وظیفے اور ورد قرار دیئے گئے۔ کوئی نوشاہی ہے کوئی چشتی ہے کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں۔ اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے کسی اور بدعت کی ضرورت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلا کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا تجربہ ہے کہ

نماز سے بڑھکر خدا کی طرف لیجانیوالی کوئی چیز نہیں جب انسان قیام کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے ایک غلام جیسے اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے پھر رکوع بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھکر ہے اور سجدہ ادب کا انتہائی مقام ہے جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈالدیتا ہے اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے افسوس ان نادانوں اور دُنیا پرستوں پر جو نماز کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور رکوع سجود پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اُس عالم سے حصہ نہ رکھتا ہو جہاں سے نماز آئی ہے نماز ایسی چیز ہے جو کہ جامع حسنات ہے اور دافع سیئات ہے مَیں نے پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کیا

ہے کہ نماز کے جو پانچ وقت مقرر کئے ہیں اس میں ایک حقیقت
اور حکمت ہے نماز اس لئے ہے کہ جس عذاب شدید میں پڑنے
والا مبتلا ہے وہ اس سے نجات پالیوے۔ اوقات نماز کے لئے لکھا
ہے کہ وہ زوال کے وقت سے شروع ہوتی ہے یہ اس امر کیطرف
اشارہ ہے کہ جب انسان غنی ہوتا ہے تو وہ طاغی ہو جاتا ہے اور
حدود اللہ سے نکل جاتا ہے لیکن جب اسکو کوئی دُکھ اور درد پہنچے تو
پھر یہ فطرتاً دوسرے کی مدد چاہتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے
پس جب اسپر ابتدائے مصیبت ہو تو اسی وقت سے گویا نماز شروع
ہو جاتی ہے مثلاً ایک شخص پر غیر متوقع گورنمنٹ کی طرف سے وارنٹ
گرفتاری جاری ہو گیا کہ فلاں امر کے متعلق تم اپنا جواب دو۔ یہ پہلا
مرحلہ ہے جو مصیبت کا آغاز ہوا اور اسکے امن و سکون میں زوال
شروع ہو گیا یہ وقت ظہر کی نماز سے مشابہ ہے پھر بعد اس کے جب
وہ عدالت میں حاضر ہوا۔ اور بیانات ہونے کے بعد اسپر فرد
قرار داد جرم لگ گئی اور شہادت گذر گئی تو اس کی مصیبت اور
کرب پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ یہ گویا عصر کا وقت ہے۔ کیونکہ
عصر کی نماز کا وہ وقت ہے جب سورج کی روشنی بہت ہی کم ہو جاوے۔
یہ عصر کا وقت اسپر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کی عزت و توقیر بہت
گھٹ گئی اور اب وہ مجرم قرار پا گیا۔ اسکے بعد مغرب کا وقت آتا
ہے یہ وہ وقت ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت
سے مشابہ ہے جب حاکم نے اپنا آخری حکم اسکے لئے سُنا دیا اور عشاء
کا وقت اس سے مشابہ ہے کہ جب وہ جیل میں چلا جاوے۔ اور پھر
فجر کا وقت وہ ہے جب اس کی رہائی ہو جاوے۔ ان حالات کے
ماتحت ایسے انسان کا درد و سوزش ہر آن بڑھتی جاویگی یہانتک
کہ آخر اس کی سوزش و اضطراب اسکے لئے وہ وقت لے آوے کہ
وہ نجات پا جاوے۔

اور یہ جو پہلے میں نے بیان کیا ہے۔ قیام۔ رکوع اور سجود کے متعلق
اس میں انسانی تضرع کی ہیئت کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ پہلے قیام
کرتا ہے جب اسپر ترقی کرتا ہے تو پھر رکوع کرتا ہے اور جب بالکل
فنا ہو جاتا ہے تو پھر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

میں جو کچھ کہتا ہوں صرف تقلید اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ اپنے
تجربہ سے کہتا ہوں بلکہ ہر کوئی اس کو اس طرح پر پڑھکر اور آزما کر
دیکھ لے۔

اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ جب کوئی
دُکھ یا مصیبت پیش آوے۔ تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاوے۔
اور جو مصائب اور مشکلات ہوں ان کو کھول کھولکر اللہ تعالیٰ کے
حضور عرض کرو۔ کیونکہ یقیناً خدا ہے اور وہی ہے جو ہر قسم
کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے وہ پکارنے
والے کی پکار کو سُنتا ہے اسکے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہو سکے
بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب انکو مشکلات پیش آتے
ہیں تو وکیل طبیب یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے
ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں

مومن وہی ہے جو سب سے اول خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ
ہو اور رجوع نہ کرو تو اس سے اس کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں
ہو سکتا اور وہ تمہاری کچھ بھی پروا نہیں رکھتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم

یعنے ان کو کہدو کہ میرا رب تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم سچّے دل سے
اس کی عبادت نہ کرو۔ جیسا کہ وہ رحیم و کریم ہے ویسا ہی وہ غنی
بے نیاز بھی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ طاعون نے کیا کیا اور زلزلوں
نے کیا دکھایا گھروں کے گھر اور شہروں کے شہر تباہ ہو گئے اور لاکھوں
ہزاروں خاندان ہمیشہ کیلئے مٹ گئے مگر اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پروا۔
باوجود اسکے کہ وہ بہت ہی رحم کرنے والا ہے مگر بے نیاز بھی ہے نوح کے
وقت۔ لوط کے وقت۔ موسیٰ کے وقت کیا ہوا۔ کیا جو قومیں اور
بستیاں اُس وقت ہلاک ہوئیں وہ انسان نہ تھے؟ وہ بھی انسان
تھے اور تم بھی انسان ہو لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ باز نہیں آتے
اور حق کا انکار کرتے ہیں تو آخر خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہوا۔ اور آن
کی آن میں اُنھیں مٹا دیا۔

مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو صرف اتنی ہی بات کہ ہم نے مان
لیا ہے کافی نہیں ہے خدا تعالیٰ مجرد اقرار نہیں چاہتا وہ چاہتا ہے
کہ جو اقرار تم نے کیا ہے اسے کرکے دکھا دو۔ بعض لوگ اعتراض
کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص بیعت میں داخل تھا پھر وہ طاعون سے
کیوں مر گیا؟ میں کہتا ہوں میں اس کا ذمہ وار ہوں کہ وہ کیوں
مر گیا؟ اپنے اندر کے طاعون سے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز
**ظلام نہیں ہے وہ اپنے سچے بندوں کو محفوظ
رکھتا ہے اور ان میں اور ان کے غیروں میں فرق
رکھہ دیتا ہے۔**

مجھے اُن لوگوں پر بہت ہی تعجب آتا ہے کہ جب اُنپر کوئی مصیبت
آتی ہے تو کہدیتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی ہوئی تھی ہم پر یہ مصیبت
کیوں آگئی؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے انپر ظلم نہیں
کیا نری بیعت اور زبانی اقرار کیا بنا سکتا ہے جبتک اعمال صالحات
نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے سچا پیوند قائم نہ ہو۔ کیا وہ نہیں جانتے
کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے
اہل کو بچا لونگا لیکن جب ان کا بیٹا ہلاک ہونے لگا تو نوح علیہ السلام
نے دعا کی اور اس امر کو پیش کیا۔ خدا تعالیٰ نے اسکا کیا جواب
دیا یہی کہ تو جاہل مت بن۔ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے
کیونکہ اُس کے اعمال صالح نہیں ہیں۔ گویا وہ چھپا ہوا مرتد تھا۔
پھر جب انھیں اپنے بیٹے کے لئے دعا کرنے پر یہ جواب ملا
تو اور کون ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ سے تو سچا تعلق پیدا نہیں کرتا
اور اپنے اعمال اور چال میں اصلاح نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ
اسکے ساتھ وہ معاملہ ہو جو اسکے مخلص اور وفادار بندوں سے
ہوتا ہے؟ یہ سخت نادانی اور غلطی ہے۔

مقام خوف

اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا۔ میں
جانتا ہوں بہت سے لوگ ہیں جو چھپے ہوئے مرتد ہیں بہت
سے ایسے ہیں جو باوجود اس کے کہ وہ بیعت میں داخل ہیں
اور پھر مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں شخص نے مجھے کہا کہ جبتک تیرے
گھر بیٹا نہ ہو وہ کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں
جانتے کہ کیا خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں
کو بیٹے دوں۔ کسی کے گھر بیٹا ہو یا بیٹی مجھے اس سے کوئی
سروکار نہیں اور نہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں تو اس

آیا ہوں کہ تا لوگوں کے ایمان درست ہوں۔ پس جو لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے ایمان درست ہوں اور خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق پیدا ہو ان کو میرے ساتھ تعلق رکھنا چاہیئے۔ خواہ بیٹے مریں یا جیئیں۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ۔

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ

جو لوگ ایسے خطوط لکھتے ہیں یا اپنے دل میں ایسے خیالات رکھتے ہیں وہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ وہ مجھ پر نہیں خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ میرے پیچھے آتا ہے اور سچے مسلمان بنتا ہے تو پہلے بیٹوں کو مار لو۔*

بابا فرید کا مقولہ بہت صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مر جاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کتی کا بچہ) مر گیا ہے اس کو دفن کر دو۔

پس کوئی شخص اللہ تعالیٰ کیساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کر سکتا جبتک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو اور باوجود مال کے دل میں مفلس و محتاج نہ ہو اور باوجود دوستوں کے بے یار و مددگار نہ ہو۔

یہ ایک مشکل مقام ہے جو انسان کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اسی مقام پر پہنچکر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔ یہ جو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ میں شرک نہیں بخشوں گا۔ اس کا مفہوم نادانوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ اس سے بت پرستی مراد ہے نہیں اتنی ہی بات نہیں بلکہ اس سے وہ سب محبوب مراد ہیں جو انسان اپنے لئے بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ جب انہیں ذرا بھی تکلیف یا مصیبت پہنچے یا کوئی اولاد مر جاوے تو فوراً خدا تعالیٰ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں اور شکوہ اور شکایت کرنے لگتے ہیں یہ سخت مشرک اور اپنی جان پر ظلم کرنیوالے ہیں پس تم ایسے مت بنو اور اس قسم کے خیالات کو دل سے نکالدو۔ اور اس کی ترکیب یہی ہے کہ نہایت خشوع اور خضوع کیساتھ اپنی نمازوں میں دعائیں کرو۔ اور اس کی توفیق چاہو۔

میں کھول کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری بیعت اسلئے کرتا ہے کہ اسے بیٹا ملے یا فلاں عہدہ ملے یعنے شرطی باتوں پر بیعت کرتا ہے تو وہ آج نہیں کل نہیں ابھی الگ ہو جاوے اور چلا جاوے مجھے ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں اور نہ خدا کو ان کی پرواہ یقیناً سمجھو اس دنیا کے بعد ایک اور جہان ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اسکے لئے تمہیں اپنے آپ کو طیار کرنا چاہئیے یہ دنیا اور اسکی شوکتیں یہاں ہی ختم ہو جاتی ہیں مگر اس کی نعمتوں اور خوشیوں کا بھی انتہا نہیں ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص ان سب باتوں سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہی مومن ہے اور جب ایک شخص خدا کا ہو جاتا ہے تو پھر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ اسے چھوڑ دے یہ مت سمجھو کہ خدا ظالم ہے جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے کچھ کھوتا ہے وہ اسے کہیں زیادہ پا لیتا ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لو۔ اور اولاد کی خواہش نہ کرو۔ تو یقیناً اور ضروری سمجھو کہ اولاد مل جاویگی۔

اور اگر مال کی خواہش نہ ہو تو وہ ضرور دیدیگا۔ تم دو کوششیں مت کرو۔ کیونکہ ایک وقت دو کوششیں نہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک ہی کوشش کرو۔ جس سے سب کچھ مل جاوے۔ اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کی سعی کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اسلام کی اصل جڑ توحید ہے یعنے خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو۔ اور خدا اور اسکے رسولوں پر طعن کرنے والا نہ ہو۔ خواہ کوئی بلا یا مصیبت اس پر آئے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یہ اٹھائے مگر اسکے منہ سے شکایت نہ نکلے۔

بلا جو انسان پر آتی ہے وہ اس کے نفس کی وجہ سے آتی ہے خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے مگر دوسرے لوگ اسے بلا سمجھتے ہیں درحقیقت وہ بلا نہیں ہوتی وہ ابتلاء برنگ انعام ہوتا ہے اس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ اسی کو دوسرے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے لیکن جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا اور انکی شامت اعمال انپر کوئی بلا لاتی ہے تو وہ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے

فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا

پس ہمیشہ ڈرتے رہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو تا ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے قطع تعلق کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے قائم کردہ جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے اسکو ایسی توفیق عطا کی۔ وہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک قوم کو فنا کرکے دوسری پیدا کرے۔ یہ زمانہ لوط اور نوح کے زمانہ سے ملتا ہے بجائے اسکے کہ کوئی شدید عذاب آتا اور دنیا کا خاتمہ کر دیتا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اصلاح چاہی ہے اور اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

یہ بھی مت سمجھو کہ ہم خود ہی بدیوں سے باز آ سکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عیسائی اور یہودی موجود تھے اور توریت اور انجیل بھی موجود تھی پھر تم خود ہی بتاؤ کہ کیا وہ لوگ فسق و فجور اور ہر قسم کے جرائم اور معاصی سے باز آ گئے تھے؟ نہیں بلکہ باوجود ان کتابوں کے موجود ہونے کے بھی وہ حدود اللہ سے نکل گئے تھے سنت اللہ یہی ہے کہ جب زمین فسق و فجور سے بھر جاتی ہے تو اسکے روکنے والی قوت آسمان سے آتی ہے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھیج دیتا ہے جسکے ذریعہ لوگوں کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ جو یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے وہ ہزار سال سے ویسے ہی رہے تھے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں داخل ہو گئے وہ فرشتے بن گئے۔

---

* فٹ نوٹ ۔ یہ ایک لطیف اور اعلیٰ درجہ کا نکتہ ہے کہ جبتک انسان دنیا اور اس کی خواہشوں کو ترک نہ کر لے وہ میرے پیچھے نہیں آسکتا۔ یعنے مال اولاد یا اور دنیا کے اغراض و مقاصد کو اپنا معبود بنا کر میرے پاس نہ آؤ۔ بلکہ اپنے اوپر فنا و گلی طاری کرکے آؤ حضرت امام اپنی جماعت کو کامل بنانا چاہتے ہیں وہ دنیادار بنانا نہیں چاہتے بلکہ وہ کامل جن کے لئے فرماتے ہیں ؎

کاملان کز شوق دلبر مے روند ۔ باد و صد بارے تُنک تر مے روند ۔ این کمال
آمد کہ با فرزند و زن ۔ از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن ۔ در جہان و باز بیرون از جہاں
بس ہمیں آمد نشان کاملان ۔ کاملے گر زن بدارد صد ہزار ۔ صد کنیزک صد ہزاراں
کاروبار ۔ بس گرفتہ در حضور او فتور ۔ نیست آں کامل ز قربت ہست دور ۔ کامل
آن باشد کہ با فرزند و زن ۔ با عیال و جملہ مشغولی تن ۔ با تجارت با ہمہ بیع و شرا ۔ یکزماں غافل نگردد از خدا ۔

اگر انسان خود ہی کر سکتا تو بگڑتا ہی کیوں اور پھر نبیوں کی ضرورت ہی کیا تھی؟ خدا تعالیٰ کے مرسل اسی غرض کیلئے تو آیا کرتے ہیں اور ضرور آتے ہیں ہاں سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب خزاں کا وقت آتا ہے تو درختوں کے پتے گر جاتے ہیں نہ پھل ہوتا ہے نہ پھول نہ خوشبو بلکہ خوشبو کی جگہ بدبو ہوتی ہے اور خوبصورتی کی بجائے بدصورتی ہوتی ہے لیکن پھر یکدفعہ جب بہار کا موسم آتا ہے تو پھر تدریجی طور پر سب کچھ بحال ہو جاتا ہے - یہی سلسلہ روحانی عالم میں ہے جب دیکھو کہ ایمان اور اعمال صالحہ میں خزاں کا دور شروع ہے اور ہر طرف پھل پھول اور پتے تک گر رہے ہیں تب سمجھو کہ بہار آئی -

انبیاء علیہم السلام کا وقت بہار سے مشابہ ہے میں نے سب کتابیں دیکھی ہیں توریت اور انجیل کو خوب پڑھا ہے مگر میں حلفاً کہتا ہوں کہ جو ثبوت قرآن مجید نے دیا ہے ہرگز ہرگز کسی دوسری کتاب نے نہیں دیا -

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس قدر قصے شریروں اور بدکاروں کے بیان کئے ہیں ساتھ ہی بیان کیا کہ یہ اس وقت موجود ہیں اس سے غرض کیا تھی؟ اصل غرض یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ جب ایک یا دو قسم کی بدیوں کے دور کرنے کے لئے رسولوں کا آنا ضروری تھا - پھر جہاں اسقدر بدیاں پھیل رہی ہوں - اور تمام شرارتیں جمع ہو گئی ہوں وہاں کیوں ضروری نہیں؟ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت حق تھی - اور عین ضرورت کے وقت تھی یہ ان لوگوں پر حجت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں وہ سوچیں کہ جو بدعمالیاں کبھی کسی زمانہ میں پیدا ہوئیں اور ان کے لئے رسول آیا - پھر جب انکا مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو گیا - یہاں تک کہنا پڑا کہ بحر و بر میں فساد پیدا ہو گیا - اس زمانہ میں ایسی ہوا چلی ہوئی تھی کہ سب بگڑ چکے تھے - آریہ ورت کے لئے پنڈت دیانند نے شہادت دی ہے کہ وہ بھی بگڑا ہوا تھا جگناتھ اور سومناتھ وغیرہ بت خانے اسی وقت کے ہیں گویا اتنی بڑی خزاں تھی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی اور وہ وقت بالطبع چاہتا تھا کہ عظیم الشان مصلح پیدا ہو جو ان تمام فسادوں کی اصلاح کرے - چنانچہ اسوقت کے حسب حال آپ پیدا ہوئے یہ بڑا نشان ہے - پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ آپ نے آ کر کیا کیا؟ اس وقت جو حالت ملک اور قوم بلکہ دنیا کی ہو رہی تھی اس کی تفصیل کی حاجت نہیں سب شہادت دیتے ہیں - اور خود قرآن مجید نے شہادت دی ہے وہ انہیں شائع ہوتا تھا اگر کوئی امر جو ان کے حالات کے متعلق اس میں بیان کیا گیا ہے خلاف واقعہ ہوتا تو وہ شور مچا دیتے کہ جھوٹ کہا ہے لیکن کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہ تھی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہت بڑی خزاں کا وقت تھا - اور اسی کے مقابل میں بہار بھی وہ آئی کہ اس کی نظیر نہ پہلے ملتی ہے اور نہ آئندہ ہو گی - اس لئے کہ آئندہ تو اسی بہار کا سماں ہے -

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب کا زمانہ تھا - اور وہ بھی ایک بہار کا وقت تھا مگر اس وقت جو ترقی یا تبدیلی ہوئی وہ اس سے ہی ظاہر ہے کہ آپ نے ۱۱ آدمی طیار کئے جو بارہ حواری مشہور ہیں ان میں سے ایک نے جو بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا تیس روپے لیکر گرفتار کرا دیا - اور دوسرے نے جس کو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں تین مرتبہ لعنت کی اور باقی بھاگ گئے مگر اسکے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت طیار کی وہ صدق و اخلاص میں ایسی وفادار تھی کہ اس نے بھیڑ بکری کی طرح سر کٹوا دیئے - اس سے بڑھکر حیرت انگیز تبدیلی کیا ہو گی - وہ جو ہر قسم کے عیبوں اور معاصی میں مصروف رہنے والی قوم تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے نیچے آئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ مخلصانہ پیوند کیا کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ ہی سے محبت کرتے تھے -

یہ دو نشان ایسے زبردست ہیں کہ جو شخص تعصب سے خالی ہو کر ان پر تدبر کریگا اور ضرور کرنا چاہیئے اس کو ایک دفعہ اقرار کرنا پڑیگا - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے -

اب یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس کی حالت پر نظر کرو کون کہہ سکتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کی اندرونی حالت میں تغیر نہیں ہوا - ان کی عملی اور اعتقادی حالت بگڑ گئی ہے انکی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی ہے جس پہلو سے دیکھو اور جس حیثیت سے نظر کرو اسے دیکھکر رونا آتا ہے بیرونی حالت دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی قابل افسوس ہے اسی ملک میں لاکھوں مرتد ہو گئے ہیں - یہ وہ دین تھا کہ ایک بھی مرتد ہو جاتا تو قیامت آ جاتی مگر اب یہ حالت ہے کہ دو چار روپیہ کے لالچ میں آ کر گرجا میں جا کر مرتد ہو جاتے ہیں -

آپس میں ایک دوسرے کے حقوق تلف کرتے ہیں قرضہ لیکر دینے کا نام نہیں لیتے طرح طرح کے معاصی اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں اب کیا یہ حالت زمانہ ایسی تھی کہ خدا تعالیٰ چپ رہتا اور اسکی اصلاح کے لئے کسی کو نہ بھیجتا؟ اگر وہ چپ رہتا تو پھر عذاب آتا اور اس کو تباہ کر دیتا مگر نہیں اسنے اپنی رحمت سے ایک شخص کو بھیجدیا ہے جو تم ہی میں سے آیا ہے - اس کے آنے کی غرض یہی ہے کہ تا وہ فساد مٹا دیئے جاویں جو اسلام میں اور مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں - اور جنھوں نے انکو اس ذلیل حالت تک پہنچا دیا ہے -

لیکن یاد رکھو اس کا آنا فضول ہو جاتا ہے اگر لوگ اس بات کو مضبوط نہ پکڑیں جو وہ لیکر آیا ہے - صرف اتنی بات پر خوش ہو جانا کہ ہم میں ایک رسول آیا ہے کافی نہیں جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا کیا وہ اسوقت زندہ نہ تھے یا موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اسرائیلیوں پر بعض عذاب آئے تو وہ ان کے ساتھ نہ تھے - اتنے پر خوش نہ ہو کہ ہمارے پاس خدا کا مرسل ہے جو شخص اس دھوکہ میں ہے قریب ہے کہ وہ ہلاک ہو جاوے خدا تعالیٰ کسی کی رعایت نہیں کرتا -

یاد رکھو اسلام ایک موت ہے جبتک کوئی شخص نفسانی جذبات پر موت وارد کر کے نئی زندگی نہیں پاتا اور خدا ہی کے ساتھ بولتا - چلتا - پھرتا - سنتا - دیکھتا نہیں وہ مسلمان نہیں ہوتا -

دیکھو! یہ چھوٹی سی بات نہیں اور معمولی امر نہیں کہ اس نے ایک شخص کو بھیجا اور تمہیں آنے والے عذاب سے ڈرایا یہ اس کا بڑا بھاری فضل اور رحمت کا نشان ہے اسکو حقیر مت سمجھو اس کی قدر کرو -

مجھے اس شہادت کو ادا کرنا پڑتا ہے جو میرے ذمہ ہے سنو!

مجھے دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قہری نشان نازل ہونگے زلزلے آئیں گے اور طاعون کی موتیں ہونگی اس لئے میں تمہیں اس سے پہلے کہ خدا کا عذاب نازل ہو تمہیں اور ہر سننے والے کو متنبہ اور آگاہ کرتا ہوں کہ توبہ کرو ہر شخص جو عذاب سے پہلے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح کے لئے تبدیلی کر لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کا امیدوار ہو سکتا ہے لیکن جب عذاب نازل ہو گیا پھر توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔

اس وقت جو امن کی حالت ہے توبہ کرو۔ اور اصلاح کے لئے قدم بڑھاؤ۔ میری باتوں کو اس طرح مت سنو جس طرح پر لڑکے کہانیاں سنا کرتے ہیں۔ اٹھو اور تبدیلیاں کرو۔

جب مصیبت آگئی پھر خواہ کوئی ہزار کہے کہ دعا کرو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ عذاب تو آچکا۔ ہاں اب وقت ہے۔ تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو؟ اسکا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔

انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا اس کی تعلیم اس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

روزہ کے متعلق

پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اسکے حالات کیا بیان کرے۔

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اسکا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔

اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

حج

ایسا ہی حج بھی ہے حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے

اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے سمجھنا چاہیئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اسکے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پروا ہو نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو طیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے یہ ایک باریک نکتہ ہے جیسا بیت اللہ ہے ایک اس سے بھی اوپر ہے جب تک اسکا طواف* نہ ہو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔ اس کے طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہیئے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں اسی طرح اسکا طواف کرنے والوں کو چاہیئے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اسکے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہیئے۔ اور کوئی غرض باقی نہیں۔

زکوٰۃ

اسی طرح پر زکوٰۃ ہے بہت سے لوگ زکوٰۃ دیدیتے ہیں مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے کہ یہ کس کی زکوٰۃ ہے۔ اگر کتے کو ذبح کر دیا جاوے یا سؤر کو ذبح کر ڈالو تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائیگا۔ زکوٰۃ تزکیہ سے نکلی ہے مال کو پاک کرو۔ اور پھر اس میں سے زکوٰۃ دو۔ جو اس میں سے دیتا ہے اسکا صدق قائم ہے لیکن جو حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا وہ اسکے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے اس قسم کی غلطیوں سے دست بردار ہونا چاہیئے اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہیئے تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں ورنہ نہیں اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے یقیناً سمجھو کہ فخر کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا کوئی انفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھہراؤ اور اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ مال سے محبت نہ کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

یعنی تم برّ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ مال خرچ نہ کرو۔ جسکو تم عزیز رکھتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اسوہ بناؤ۔ اور دیکھو کہ وہ زمانہ تھا جب صحابہ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا نہ اولاد اور بیویوں کو بلکہ ہر ایک ان میں سے اسبات کا حریص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔ تم حلفاً بیان کرو کیا تمہارے اندر یہ بات ہے؟ جب ذرا سا بھی ابتلا آجاوے تو گھبرا جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی کی شکایت کرنے لگتے ہیں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ تمہارا اسوہ حسنہ وہی ہو جو صحابہ کا تھا

*فٹ نوٹ: اس نکتہ کو لکھتے ہوئے میرے دل میں یہ بات گذری کہ اس نکتہ معرفت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے فَلْیَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ۔ یہ طواف جو حضرت حجۃ الاسلام نے فرمایا ایک ظاہر ہے اور اس کا بطن وہ ہے جو آپ نے فرمایا کہ جب تک اس کا طواف نہ ہو کچھ چیز نہیں۔ ایڈیٹر